مولانا محمد سلیمان جونا گڑھیؒ

محمد رمضان یوسف

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی
(اقبالؒ)

اس دنیائے فانی میں کسی کو دوام نہیں۔ یہاں جو بھی آیا بس جانے کے لئے آیا۔ ان جانے والوں میں کچھ ایسی عظیم ہستیاں ہوتی ہیں جو بظاہر چلے جانے کے پھر بھی نہیں جاتیں۔ اور وہ اپنے کام اور کارناموں کے سبب کچھ ایسی یادیں اور نقوش چھوڑ جاتی ہیں کہ جس سے ان کا نام ہمیشہ زندہ و جاوید رہتا ہے۔ ایسے ہی پاکیزہ لوگوں میں ایک نام میرے محسن اور مربی مولانا محمد سلیمان جونا گڑھی مرحوم کا تھا۔ آپ جمالی صورت' نورانی صورت' کشادہ پیشانی' موٹی موٹی روشن آنکھیں' سرخ و سفید رنگ' خوبصورت داڑھی جو تراش خراش سے محفوظ' پورا قد' لحیم و شحیم' بھاری بھرکم' عالی کردار' خوش گفتار اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ آپ اخلاص و للہیت' اپنے بلند کردار' اعلی اخلاقی اوصاف و محاسن' علم و عمل میں یکتا' فکر و دانش میں مثالی ہونے کے سبب سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ آپ کی شخصیت نہایت دلآویز تھی۔ آپ بڑے ظریف الطبع' بذلہ سنج اور مرنجا مرنج باغ و بہار طبیعت کے انسان تھے۔ آپ اپنے ہم عصر علماء کا بے حد احترام اور عزت کرتے تھے۔ اور چھوٹوں سے محبت و شفقت سے پیش آتے اور دل کھول کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ آپ کی طبیعت میں تکبر و غرور کی بجائے انکسار تھا۔ آپ تحمل مزاج اور بردبار انسان تھے۔ آپ علمی وجاہت اور خوبیوں کے علاوہ مردانہ حسن و جمال کا پیکر جمیل تھے ۔ لیکن افسوس کہ ....

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

مولانا سلیمان مرحوم جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد گرامی خطیب الہند مولانا محمدؒ جوناگڑھی برصغیر پاک و ہند کے عظیم عالم دین اور محدث' بے مثال خطیب' لائق مترجم' کہنہ مشق مصنف اور مشہور و کامیاب مناظر تھے۔ انہوں نے توحید و سنت کو اجاگر کرنے کے لئے شرک و بدعت کا خوب استحصال کیا۔ ان کے نوک قلم کے کئی علمی شاہکار اور تحقیقی کتب و رسائل لباس تحریر سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے۔ مشہور محدث و مورخ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقیؒ کی مایہ ناز تفسیر قرآن الکریم المعروف تفسیر ابن کثیر عالم دنیا میں پہلی مرتبہ اردو کے لباس میں مولانا محمد جوناگڑھی کی کاوشوں سے آئی۔ حافظ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ کی عظیم تصنیف اعلام الموقعین کو اردو کا لباس بھی انہوں نے پہنچایا اور خطبات محمدی کی جمع ترتیب انہی کی محنت اور کوشش کا ثمر ہے۔ اس کے علاوہ شمع محمدی' طریقے محمدی' سیف محمدی اور دیگر محمدیات مولانا محمد رحمتہ اللہ علیہ صاحب کی مقبول عام اور مشہور تصانیف ہیں۔ ان کتب میں اسلام کی صحیح اور سچی پاکیزہ تعلیم کی عکاسی کی گئی ہے۔ اور شرک و بدعات تقلید محض اور مسائل فقہ حنفی وغیرہ کا خوب رد کیا گیا ہے۔ مولانا محمد جوناگڑھی ۱۸۹۰ء میں اپنے وطن جوناگڑھ ضلع کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۱ء بمطابق یکم صفر ۱۳۶۰ھ کو اپنے وطن میں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پائی۔ آپ کثیر العیال تھے' چار شادیاں کیں' وفات کے وقت تین بیویاں اور پچیس (۲۵) بچے حیات تھے۔ مولانا سلیمان مرحوم اس عظیم المرتبت عالم دین کے فرزند گرامی تھے۔ آپ ۱۹۳۲ء کو بمطابق ۵۱-۱۳۵۰ھ کو دہلی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک سکول کی تعلیم وہیں حاصل کی پھر قیام پاکستان کے وقت دہلی سے ہجرت کرکے کراچی آ گئے۔

یہاں آ کر کچھ عرصہ تو محنت مزدوری کرتے رہے۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کا انہیں بے حد شوق تھا لہٰذا پھر انہوں نے جماعت غربا اہلحدیث کی عظیم درس گاہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالاسلام میں داخلہ لے لیا۔ حالانکہ اس وقت مولانا مرحوم کی شادی ہو چکی تھی اور ان کے بچے بھی تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے بڑی محنت اور لگن سے جملہ علوم و فنون اور درس نظامی وغیرہ کی تکمیل کی۔
آپ نے جن اساتذہ کرام کے اکتساب علم حاصل کیا۔ ان کے نام یہ ہیں:
1 ۔ مفسر قرآن و حدیث ابو محمد عبد الستار محدث دہلوی ؒ
2 ۔ فضیلۃ الشیخ مولانا عبد الجلیل خاں مرحوم المعروف مولوی جی ؒ
3 ۔ شیخ الحدیث مولانا محمد یونس ؒ دہلوی
4 ۔ امام عبد الغفار سلفی دہلوی مرحوم ؒ
5 ۔ شیخ الحدیث قاری عبد الحکم کرم الجلیلی مرحوم ؒ
6 ۔ فضیلۃ الشیخ مفتی عبد القہار سلفی دہلوی حفظہ اللہ
اول الذکر پانچوں بزرگ فوت ہو چکے ہیں اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین
تحصیل علم سے فراغت کے بعد مولانا سلیمان مرحوم اپنی مادر علمی مدرسہ عربیہ اسلامیہ دار السلام میں شعبہ تدریس سے بھی منسلک رہے۔ آپ کا طریقہ تدریس انتہائی حکیمانہ اور انداز مشفقانہ ہوتا تھا۔ طلباء کے بار بار پوچھنے پر پریشانی پر کبھی شکن نہیں پڑی۔ آپ سے جن طلباء نے اکتساب علم کا فیض حاصل کیا ان میں معروف تلامذہ کے نام یہ ہیں :
(۱) پروفیسر حافظ محمد ادریس سلفی فاضل مدینہ یونیورسٹی نائب مفتی جماعت غربا اہل حدیث پاکستان و استاذ جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی۔ (۲) حافظ محمد انس مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی (۳) مولانا محمود احمد حسن شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی (۴) مولانا ثناء اللہ ڈیروی (۵) مولانا محمد سرور شفیق سیالکوٹ (۶) مولانا منیر احمد شاکر سیالکوٹ (۷) مولانا محمد حنیف سلفی کھرڑیا نوالہ فیصل آباد (۸) حافظ جمال

الدین سلفی حیدر آباد (۹) مولانا محمد صالح سیالکوٹ (۱۰) رانا محمد شفیق خان پسروری (۱۱) رانا محمد خلیق خان پسروری بن محمد رفیق خان پسروری (۱۲) مولانا محمد ادریس ہاشمی ایڈیٹر ماہنامہ "صدائے ہوش" لاہور (۱۳) مولانا محمد یامین خان سلفی گوجرانوالہ شامل ہیں۔

مولانا سلیمان مرحوم کو اللہ تعالی نے خطابت کا ایسا ملکہ فرمایا تھا کہ آپ جس موضوع پر بھی گفتگو فرماتے نہایت مدلل اور موثر ہوتی۔ آپ ایک خوش الحان اور شیریں بیاں مقرر تھے۔ آواز میں ازحد کشش اور لہجہ پرسوز تھا۔ ہر بات کو صاف اسلوب میں بیان کرتے اور انتہائی روانی سے بولتے۔ توحید باری تعالیٰ' اتباع سنت' اطاعت رسول ﷺ اور فکر آخرت ان کے من پسند موضوع تھے' جس پر بڑی فصاحت و بلاغت سے وعظ کہتے۔ دوران وعظ جب آیات قرآن کی تلاوت کرتے اورا حادیث پڑھتے تو سماں بندھ جاتا اور سامعین پر رقت طاری ہو جاتی۔ ایسے میں ان کی زبان سے نکلنے والے پر اثر مواعظ خوب اثر دکھاتے۔ ان کا وعظ سن کر سینکڑوں لوگ شرک و بدعت سے تائب ہو کر توحید و سنت کے عامل بنے۔ مولانا مرحوم کی حکیمانہ تبلیغ اور شرینی گفتار کا عالم یہ تھا کہ جو کوئی ان کا وعظ ایک بار سن لیتا پھر وہ انہی کا گرویدہ ہو جاتا۔ شاعر کے الفاظ میں ۔

اثر لبھانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جلوہ' تیری زبان میں ہے

مولانا سلیمان مرحوم میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ زمانہ طالب علمی سے ہی اس میدان میں بڑے سرگرم اور فعال تھے۔ ۱۹۶۰ء کے کم و بیش مدرسہ عربیہ اسلامیہ دار السلام کے طلباء نے کتاب و سنت کے پرچار کے لئے ایک تحریک شروع کی تھی۔ اس کے لئے طلباء کراچی کے مختلف پارکوں میں جلسے کرتے تھے۔ مولانا سلیمان مرحوم نے رئیس الطلباء

ہونے کی حیثیت سے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور پیش پیش رہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ مسلک اہلحدیث کی تبلیغ و اشاعت اور توحید و سنت کو اجاگر کرنے میں صرف کیا۔ تبلیغی پروگراموں میں آپ ہمیشہ حضرت الامام مولانا عبد الرحمان سلفی مدظلہ کے رفیق سفر اور ہمرکاب ہوا کرتے تھے۔ امام صاحب کے ساتھ آپ کی رفاقت زمانہ طالب علمی سے لے کر زندگی کی آخری سانس تک رہی۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ مولانا سلیمان مرحوم کا تعلق مسلک اہلحدیث کی جماعت، جماعت غربا اہل حدیث سے تھا اور آپ اس کے مرکزی رئیس المبلغین تھے۔ لیکن آپ نے کبھی تعصب سے کام نہیں لیا۔ آپ کو تبلیغ دین کیلئے جہاں بھی بلایا گیا آپ بلا تامل گئے آپ کے پیش نظر ہمیشہ اسلام اور مسلک کی اشاعت و ترویج رہی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے تیس سال قبل کراچی کے ایک غیر آباد علاقے اورنگی ٹاؤن میں شرک و بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع توحید کو فروزاں کیا اور تا زندگی اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری کی۔ ان کی تبلیغ، محنت اور جد و جہد کا ثمرہ ہے کہ آج وہاں کثیر جماعتی احباب پر مشتمل ایک عظیم جماعت قائم ہے۔ یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے اللہ اس میں اور برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین اللھم زد فزد

مولانا سلیمان مرحوم تحریر و نگارش کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے۔ کبھی کبھی صحیفہ اہل حدیث کراچی میں ان کی تحریریں شائع ہوتی رہتی تھیں۔ آپ جماعت غرباء اہل حدیث کے شعبۂ تبلیغ کا ناظم ہونے کی حیثیت سے تبلیغی پمفلٹ، رسالے اور کتابچے شائع کرتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ اپنے والد محترم مولانا محمدؒ جوناگڑھی کی کتابوں کے بھی ناشر تھے۔ آپ "محمدیات" کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی کتاب شائع کرتے رہتے تھے۔

ایک بار ہمارے محترم اور مخلص دوست محمد اشرف جاوید صاحب لائبریرین

جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے گفتگو کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ جب میں نے والد محترم کی کتب کو دوبارہ طبع کرنے کا پروگرام بنایا تو "طریق محمدی" کتابت کے لئے ایک حنفی کاتب کو دی۔ جب کتاب کی کتابت مکمل ہو گئی تو وہ کاتب کہنے لگا اب میں حنفی نہیں رہا۔ اس کتاب میں دلائل کی اس قدر بھرمار ہے کہ کوئی بھی صاحب دل اس کو پڑھ کر کیسے حنیفت پر جامد رہ سکتا ہے۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے ...... ایک چھابڑی والے کے پاس کسی طرح طریق محمدی کتاب پہنچی تو وہ اس کتاب کو پڑھ کر اہل حدیث ہو گیا۔

الحمد للہ مولانا سلیمان جوناگڑھی مرحوم کو اللہ رب العزت نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بڑے جہاندیدہ انسان تھے۔ فہم و فراست اور فکر و تدبر کی دولت سے خوب مالا مال تھے۔ آپ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو چٹکی بجاتے ہوئے حل کر دیتے۔ آپ حضرت الامام مولانا عبد الرحمان سلفی حفظہ اللہ کے دست راست اور مشیر خاص تھے۔ آپ کے مشورے جماعت کے لئے بیحد مفید ہوتے تھے۔ بعض دفعہ جماعتی تنازعات حل کروانے میں بھی آپ کی خدمات حاصل کی جاتی اور آپ طرفین کے بیانات کی روشنی میں صحیح فیصلہ کرتے تھے۔ فیصلہ سنانے سے قبل فریقین کو رقت انگیز انداز سے وعظ کرتے پھر فیصلہ سناتے۔ ہمارے فاضل دوست مولانا سید عبد الرحیم نعیم شاہ صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی اور مرید جامعہ اسلامیہ راجن پور اس واقعہ کے راوی ہیں .... ۱۹۹۵ء میں مولانا سلیمان مرحوم ضلع راجن پور تشریف لائے۔ وہاں ایک صاحب کا مسجد کی دوکان کے ساتھ تنازعہ تھا۔ مرحوم نے پہلے تو اس صاحب کو اچھی طرح سمجھایا' اس کے باوجود جب وہ اپنی بات پر مصر اور بضد رہا تو مولانا بڑے بارعب اور دبنگ لہجے میں فرمانے لگے! خان صاحب .... یہ لیجئے دکان کی چابی اگر تو آپ کی ہے تو مبارک ہو ورنہ آپ نے اپنی قبر خراب کر لی۔

مولانا سلیمان مرحوم کو احادیث مصطفیٰ ﷺ سے بے حد محبت اور شغف تھا۔ آپ سفر و حضر میں حدیث مبارک پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے کا سلسلہ جاری رکھتے۔ ایک بار آپ راجن پور سے کوٹ مٹھن جا رہے تھے۔ رفقائے سفر سے کہنے لگے کہ سب ساتھی ایک ایک حدیث مبارک سنائیں سب نے ایک ایک حدیث سنائی مولانا نے خود بھی ایک حدیث بیان کی۔ گاڑی کے ڈرائیور کو حدیث کی عربی عبارت نہیں آتی تھی لیکن اس وقت تک جان نہ چھوٹی جب تک اس نے حدیث پاک انما الاعمال بالنیات کا اردو ترجمہ نہ سنا دیا۔

مولانا مرحوم صحیح معنوں میں ایک مخلص مسلمان تھے۔ قرآن و سنت سے والہانہ محبت مثالی تھی۔ قرآن و حدیث سے جو بات انہیں معلوم ہوئی فوراً تسلیم کر لیا اور اس پر عمل پیرا ہو گئے۔ قول و فعل میں یکساں تھے' جو بات زبان پر وہی عمل میں۔ غرور و تکبر' خود نمائی' بناوٹ یا تصنع نام کی کوئی چیز آپ میں موجود نہ تھی۔ آپ ایک عالم باعمل انسان تھے۔ علم و ادب آپ کا اوڑھنا' بچھونا تھا۔ فرصت کے جو لمحات آپ کو میسر آتے کتب اسلامی کے مطالعے میں صرف کرتے۔ اپنا ذاتی کتب خانہ تھا جس میں اسلامی علوم و فنون کی کتب موجود ہیں۔ آپ ایک وسیع المطالعہ عالم دین تھے۔ قرآن و سنت کے مسائل پر گہری نظر تھی۔ بعض دفعہ کراچی میں جماعت کی کانفرنسوں کے موقع پر سوال و جواب کی نشست کا اہتمام ہوتا تو آپ حاضر جوابی سے سوالوں کا جواب دیتے اور سائل حضرات کی خوب تسلی و تشفی کرتے۔ مولانا سلمان مرحوم خود بھی ایک متبحر عالم دین تھے اور انہوں نے اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ ایک بار راقم کو فرمانے لگے۔ "میں نے اپنے لڑکوں کو مسلک اور جماعت کے معاملے میں جذباتی بنا دیا ہے" مولانا مرحوم کی یہ بات حقیقتاً صحیح ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا حافظ عبد الرحمان مرحوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارلسلام

کراچی سے فارغ التحصیل ہیں اور عرب امارات میں حکومت سعودیہ کی طرف سے مبعوث ہیں۔ وہاں دعوت و تبلیغ کا کام اچھے طریقے سے کر رہے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے قاری محمد صاحب دینی تعلیم سے پوری طرح آراستہ ہیں اب اپنے والد مرحوم مولانا سلیمان" کی جگہ خطابت و امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور وہیں مدرسہ تعلیم القرآن میں مدرس بھی ہیں اس کے علاوہ اپنے علاقے اورنگی ٹاؤن میں حکومت کی طرف سے نکاح رجسٹرار ہیں۔ چوتھے صاحبزادے حافظ محمد ابراہیم صاحب جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی میں زیر تعلیم ہیں۔ خوش الحان خطیب اور شعلہ بیان مقرر ہیں۔ مسلک اہلحدیث کے سرگرم اور فعال کارکن ہیں۔ میرے مخلص دوست اور کرم فرما ہیں۔ اللہ ان کے علم و عمل اور ایمان میں برکت فرمائے۔ آمین۔

مولانا سلیمان مرحوم عرصے سے ہائی بلڈ پریشر اور دل کے مریض تھے۔ تھوڑا سا پیدل چلتے تو سانس پھول جاتی' دوران تقریر بھی بعض دفعہ لمبے لمبے سانس لیتے۔ ان عوارض کے باوجود آپ نوجوانوں سے زیادہ باہمت تھے اور مرتے دم تک دعوت و تبلیغ میں مصروف رہے۔ ۲۲ اور ۲۳ مارچ کی درمیانی رات کوئی بارہ یا ایک بجے کے قریب ان کو دل کا شدید اٹیک ہوا اور کچھ دیر بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مرتے وقت کلمہ توحید آپ کی زبان پر جاری تھا۔ آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح لمحوں میں پورے کراچی میں پھیل گئی اور اگلے روز اخبارات میں بھی آپ کی وفات کی خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی۔ جس نے بھی سنا اور پڑھا وہ آپ کے جائے قیام واقع اورنگی ٹاؤن چلا آیا۔ ۲۳ مارچ کو بعد نماز عصر آپ کی نماز جنازہ آپ کے رفیق خاص اور ساتھی حضرت الامام عبد الرحمان سلفی صاحب نے مسنون دعاؤں سے رقت انگیز کیفیت میں پڑھائی۔ اس موقع پر ہر آنکھ اشکبار تھی۔ نماز جنازہ میں جماعت اہل حدیث کے مرکزی قائدین' جید علماء' مختلف مکتب فکر کے علما اور عوام اس

کے علاوہ کثیر تعداد میں جماعتی افراد شریک ہوئے۔ ایک اندازے کے مطابق تین ہزار افراد سے بھی اوپر لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز عشاء کے بعد ایک بار پھر نماز جنازہ پڑھی گئی اور رات ساڑھے گیارہ بجے اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کے قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم میرے مشفق اور مہربان بزرگ تھے۔ انہوں نے سادہ مگر بھرپور جماعتی زندگی گزاری۔ ان سطور میں ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ جماعت کا عظیم سرمایہ تھے' جماعت کی شان تھے' آن تھے۔ ان کی موت سے ایک عالم دین ہی اس دنیا سے نہیں گیا بلکہ اسلام کا ایک درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا۔ آخر میں ان الفاظ پر اپنی معروضات کا اختتام کرتا ہوں کہ اے سلیمان ۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بقیہ :- اخبار الجامعۃ

سلفیہ کے تعلیمی معیار پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ جامعہ سلفیہ کا یہ ہمیشہ معیار رہا ہے کہ جامعہ سلفیہ میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم سے بھی طلباء کو مستفید کیا جاتا ہے۔ شعبہ عصری علوم کے انچارج ڈاکٹر حبیب الرحمان صاحب نے مہمانوں کو بتایا کہ اس سال جامعہ کے 13 طلبہ نے (فیصل آباد بورڈ میں) ایف کے امتحان میں شرکت کی۔ ان میں 9 طلبہ کامیاب ہوئے۔ جن میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء بالترتیب حافظ ولی محمد حجازی نے 706 نمبر لے کر اول اور حافظ شکیل امجد سعیدی نے 662 نمبر لے کر دوم اور حافظ ضیاء الرحمان نے 626 نمبر لے کر سوم پوزیشن حاصل کی۔ آخر میں انتظامیہ جامعہ کی طرف سے شیخ الحدیث جامعہ نے اول' دوم' سوم آنے والے طلباء کو بیش بہا انعامات سے نوازا۔ بعد میں طلباء کی جانب سے اساتذہ جامعہ اور مہمانوں کو ظہرانہ دیا گیا۔ تقریب میں مدیر الامتحان' مدیر الاسکان' مدیر مکتبہ' مدیر شعبہ تحفیظ القرآن اور مفتی جامعہ نے بھی شرکت کی۔